

مکتوباتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (علامہ اقبال مدظلہ)

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
آفاقہ	آرام
رفتی	جانے والا
مصر ہونا	اصرار کرنا، ضد کرنا، بار بار تقاضا کرنا
آلام	دکھ، تکلیفیں
مطبوعہ	چھپا ہوا
علاقت	بیماری
والا نامہ	گرامی نامہ، خط
لڑپچر	ادب
مولانا گرامی	مولانا غلام قادر گرامی، فارسی کے عالم اور شاعر تھے۔ جالندھر کے رہنے والے تھے، اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے۔
علیل	اقبال رحمۃ اللہ علیہ 1922ء کو پاؤں کے گتھیا کا شکار ہوئے اور اپریل 1922ء کو نجات ملی۔ چلنے، سیڑھیاں چڑھنے اور کھڑے رہنے میں تکلیف ہوتی تھی۔
حکیم اجمل خان	اجملی دواخانہ کے بانی، مشہور طبیب تھے۔ سیاسی اور طبی کتب کے مصنف تھے۔
دونوں مثنویاں	مثنوی اسرارِ خودی (1915ء) اور مثنوی رموزِ بے خودی (1918ء)
شکوہ	اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور نظم۔ بانگ درا میں شامل ہے۔ انجمن حمایتِ اسلام کے جلسے میں 1907ء میں پڑھ کر سنائی گئی۔
اکبرالہ آبادی	مشہور غزل گو شاعر۔ سید اکبر حسین اصل نام۔
ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری	علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں مثنویوں پر تبصرہ تحریر کیا تھا۔ Iqbal: His Presian Masnavies کے عنوان سے شملہ سے شائع ہونے والے رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ میں تبصرہ شائع ہوا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خط میں اس کا ماہِ اشاعت اگست لکھا ہے حالانکہ یہ جولائی کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔

اقتباس: ”میں ابھی تک علیل ہوں، گو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ حکیم اجمل خاں صاحب نے دہلی سے دوا بھیجی تھی مگر اس سے بھی بہت کم فائدہ ہوا۔ کل گورداس پور سے ایک حکیم صاحب خود بخود تشریف لے آئے تھے۔ انھیں کسی سے میری علالت کا حال معلوم ہوا تھا۔ دوا دے گئے ہیں جس سے فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دوا سے فائدہ ہو جائے گا کیوں کہ جن اجزاء سے یہ مرکب ہے ان میں سے ایک اخلاص بھی ہے جو ان حکیم صاحب کو خود بخود میرے مکان تک لے آیا۔ بہر حال خدا تعالیٰ کے فضل کا منتظر ہوں۔“

حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: مکتوبات اقبال رحمۃ اللہ علیہ (مولانا گرامی کے نام)

مصنف کا نام: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سیاق و سباق:

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مولانا گرامی کو اپنی بیماری، حکیم اجمل کی دوا کے کم فائدہ ہونے اور گورداس پور کے مخلص حکیم کی دوا کے مفید ہونے کا بتاتے ہیں۔ وہ انھیں میاں ریاض اور انجمن حمایت اسلام کی طرف سے لاہور آنے کی دعوت قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ آپ لاہور آئیے اور لوگوں کو اپنا تازہ کلام سنائیے۔ وہ بتاتے ہیں کہ درد کی شدت سے میں یہ سمجھتا تھا کہ دنیا سے چلا جاؤں گا مگر یہ تسلی تھی کہ پاؤں کا درد ہے چلنا تو ممکن ہی نہیں۔ آخر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایک عرب کے خط کا تذکرہ کرتے ہیں جو ”اسرارِ خودی“ کا عربی ترجمہ کرانا چاہتا ہے۔

تشریح: عظیم فلسفی شاعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت تھے۔ ان کی شاعری نے برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے سبب ان کی زندگی کا ہر گوشہ قابلِ توجہ ہے۔ مکتوبات اقبال رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی ذاتی زندگی اور تعلقات کا تذکرہ ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی علالت اور علاج کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ انسانی زندگی کبھی ایک ڈگر پر نہیں چلتی۔ اس میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ کبھی خوشی کبھی غم، کبھی آسانیاں تو کبھی مشکلات، کبھی تندرستی تو کبھی بیماری۔ انسان مشکلات سے، غم سے، بیماری سے ہمیشہ گھبراتا ہے۔ ان سے چھٹکارا چاہتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فروری 1922ء میں گنٹھیا میں مبتلا ہوئے، شدید تکلیف میں رہنے کے بعد تقریباً اپریل 1922ء میں صحت یاب ہوئے لیکن بیماری کے اثرات ابھی باقی تھے۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں انارکلی لاہور میں شیخ عنایت اللہ جنرل مرچنٹ کی دکان کے سامنے کرائے کے مکان میں قیام پذیر تھے، رہائش چوں کہ بالائی منزل پر تھی لہذا سیڑھیاں چڑھتے، اترتے سخت مشکل ہوتی۔ اس تکلیف کی وجہ سے بخار بھی آنے لگا اور ناتوانی بڑھنے لگی تو زندگی سے مایوس ہونے لگے۔ اس دور کے مشہور حکیم اجمل خان نے دہلی سے دوا بھیجی تھی مگر اس سے بہت کم فائدہ ہوا۔ حالاں کہ حکیم اجمل خان بڑے حاذق طبیب تھے۔ کل ہند طبی کانفرنس کے بانی اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دوست تھے۔ انگریزی حکومت نے حاذق الملک اور لوگوں نے مسیح الملک کا خطاب دیا تھا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان کی بھیجی ہوئی دوا سے صحت یاب نہ ہو سکے لیکن مشرقی پنجاب کے مشہور شہر گورداس پور سے ایک حکیم صاحب نے کہیں سے علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری کا سنا تو خلوص و محبت کے ساتھ لاہور آئے اور علامہ کو دوا دی۔ اس سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ خاص و عام علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے کتنی عقیدت و الفت رکھتے تھے۔ چنانچہ جس خلوص اور چاہت سے گورداس پور کے حکیم صاحب تشریف لائے اور دوا دی، اس سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف روحانی خوشی ہوئی بلکہ جسمانی تسکین بھی ملی اور بڑے یقین سے لکھتے ہیں، اس دوا سے فائدہ ہو جائے گا کیوں کہ جن عناصر سے یہ دوا مرکب ہے ان میں ایک حکیم صاحب کا اخلاص بھی ہے۔ چنانچہ ایسی دوا جس میں خلوص کا مادہ بھی شامل ہو اس کا اثر یقینی ہے۔ کسی بھی کام کے نتیجے کا انحصار خلوص نیت پر ہوتا ہے۔ یوں اشیاء کے طبعی خواص میں مابعد الطبیعیاتی (روحانی) عناصر بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو یہی باطنی خلوص گورداس پور سے آنے والے حکیم کی دوا میں محسوس ہوا۔ چنانچہ وہ باری تعالیٰ کی مہربانی کے منتظر دکھائی

دیتے ہیں لیکن افسوس دورِ حاضر کے حکیم اور ڈاکٹر اس خلوص کی دولت سے خالی ہیں، بہر حال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اسی خلوص کی بنا پر صحت یاب ہوئے حالانکہ دردِ اتنی شدت اختیار کر چکا تھا کہ وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے منتظر رہے اور نہ صرف زندگی ملی بلکہ صحت یاب بھی ہوئے۔

بنام اکبر الہ آبادی

اقتباس: رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ (انگریزی) کے اگست کے نمبر میں ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب نے ایک ریویو دونوں مثنویوں پر لکھا ہے۔ نہایت قابلیت سے لکھا ہے۔ اگر اس ریویو کی کوئی کاپی مل گئی تو ارسال خدمت کروں گا۔ آج ”زمانہ“ میں ایک ریویو نظر سے گزرا۔ ”زمانہ“ کے اسی نمبر میں آپ کے اشعار بھی دیکھے جن کو کئی دفعہ پڑھا ہے اور ابھی کئی بار پڑھوں گا۔

حوالہ متن:

سبق کا عنوان: مکتوباتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (بنام اکبر الہ آبادی)

مصنف کا نام: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

سیاق و سباق:

خط کا آغاز علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اکبر الہ آبادی کی درازی عمر کی دعا سے کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ پچھلے دنوں دانت میں شدید درد تھا۔ انگریزی رسالہ ”ایسٹ اینڈ ویسٹ“ میں ڈاکٹر عبدالرحمن نے دونوں مثنویوں پر بڑی محنت سے تبصرہ لکھا ہے۔ رسالہ ”زمانہ“ میں بھی ایک تبصرہ شائع ہوا ہے جس میں آپ کے اشعار بھی پڑھنے کو ملے۔ ایک مخلص نوجوان تاجر کتب مجھ سے کہتا ہے کہ شکوہ اور جوابِ شکوہ پھر شائع کرنا چاہیے مگر مولانا اکبر دیباچہ لکھیں۔ مجھے آپ کے ضعف اور بیماری کا احساس ہے لیکن جب کبھی طبیعت بحال ہو تو چند سطریں اس کے لیے تحریر کر دیجیے گا۔ خط کے آخر میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ کے فسادات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

تشریح: عظیم فلسفی شاعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت تھے۔ ان کی شاعری نے برصغیر کے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے سبب ان کی زندگی کا ہر گوشہ قابلِ توجہ ہے۔ مکتوباتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی ذاتی زندگی اور تعلقات کا تذکرہ ہے۔

زیر تشریح نثر پارے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں مثنویوں پر تبصرے اور اکبر الہ آبادی کی شاعری کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں تصورِ خودی اور تصورِ بے خودی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے تصورِ خودی کا انحصار خود شناسی پر ہے۔ ان کی مثنوی ”اسرارِ خودی“ میں خودی کی تکمیل کے تین مرحلے بیان کیے گئے ہیں۔

(i) اطاعت (ii) ضبطِ نفس (iii) نیابتِ الہی

اطاعت سے مراد یہ کہ انسان اپنے اعمال کو احکامِ خداوندی اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھال لے۔ ضبطِ نفس یہ کہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پانا سیکھ لے۔ کوئی ایسی آرزو یا خواہش نہ کرے جو اس کے مالک کی مرضی کے برعکس ہو۔ گویا اپنے ارادے کو اپنے مالک کے ارادے کا پابند بنائے پھر خدا کا جانشین ہونے کے ناتے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے تو ساری کائنات اس کے تصرف میں آ جاتی ہے۔

خودی	کی	جلوتوں	میں	مصطفائی
خودی	کی	خلوتوں	میں	کبریائی

زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی
”رموزِ بے خودی“ میں علامہ اقبالؒ نے اجتماعیت کا نظریہ پیش کیا کہ انفرادی خودی اجتماعی خودی میں ضم ہو جائے۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری نے ”ایسٹ اینڈ ویسٹ“ کے جولائی ۱۹۱۸ء کے شمارے میں علامہ اقبالؒ کی مثنویوں ”اسرارِ خودی“ اور ”رموزِ بے خودی“ پر تبصرہ لکھا ہے۔ ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری کے تبصرے کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے ”زمانہ“ میں شائع ہونے والے تبصرے کا ذکر بھی کیا اور اکبر الہ آبادی کے اشعار کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کیا کہ انھیں کئی دفعہ پڑھا ہے اور ابھی کئی بار پڑھوں گا۔ اکبر الہ آبادی کے ان اشعار میں مسلمانوں کے طرزِ عمل پر تبصرہ کیا گیا تھا۔ دو شعر ملاحظہ فرمائیے:

اک علم تو ہے بت بنے کا، اک علم ہے حق پر مٹنے کا
اس علم کی سب دیتے ہیں سند اس علم میں ماہر کون کرے
غوطے تو لگائے زمزم میں اور غرق ہیں حبِ دنیا میں
پانی نے بدن کو پاک کیا اب جان کو طاہر کون کرے

علامہ اقبالؒ خود بھی محسوس کرتے تھے کہ جو تعلیم نئی نسل حاصل کر رہی ہے یہ ان کے مسائل کو حل کرنے میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔ وہ مکتب کی کرامت کی بجائے فیضانِ نظر کے قائل تھے۔ پھر علامہ اقبالؒ یہ بھی سمجھتے تھے کہ محض رسوم ادا کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک عمل کی روح کو نہ سمجھا جائے۔

جو میں سر بسجود ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اکبر الہ آبادی بھی اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے علامہ اقبالؒ بار بار ان اشعار کی طرف رجوع کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اقتباس: آج ”زمانہ“ میں ایک ریویو نظر سے گزرا۔ ”زمانہ“ کے اسی نمبر میں آپ کے اشعار بھی دیکھے جن کو کئی دفعہ پڑھا ہے اور ابھی کئی بار پڑھوں گا۔ بالخصوص ایک نہایت مخلص نوجوان یہاں لاہور میں ہے، تاجرِ کتب ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ ”شکوہ“ اور ”جوابِ شکوہ“ کو پھر شائع کرنا چاہیے مگر مولانا اکبر دیباچہ لکھیں۔ میں نے آپ کی طرف ہر چند عذر کیا مگر وہ مصرعے۔ آخر میں نے اس سے وعدہ کیا کہ مولانا کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ایسی فرمائش کرتے ہوئے حجاب آتا ہے کہ مجھے آپ کے ضعف و ناتوانی کا حال معلوم ہے۔ تاہم اگر کسی روز طبیعت شگفتہ ہو اور آلام و افکار کا احساس، شگفتگی طبع سے کم ہو گیا ہو تو دس پندرہ سطور اس کی خاطر لکھ ڈالیے۔ یہ لڑکا آپ کا غائبانہ مرید ہے۔“
حوالہ متن:-

سبق کا عنوان: مکتوباتِ اقبالؒ (بنام اکبر الہ آبادی)

مصنف کا نام: علامہ اقبالؒ

سیاق و سباق: اس اقتباس کے لیے بھی پیچھے دیا گیا سیاق و سباق موزوں ہے۔

تشریح: عظیم فلسفی شاعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت تھے۔ ان کی شاعری نے برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے سبب ان کی زندگی کا ہر گوشہ قابلِ توجہ ہے۔ مکتوباتِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ میں ان کی ذاتی زندگی اور تعلقات کا تذکرہ ہے۔

زیرِ تشریح نثر پارے میں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں مثنویوں پر تبصرے، اکبر الہ آبادی کی شاعری اور ان سے دیباچہ لکھوانے کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی مثنویوں ”اسرارِ خودی“ اور ”رموزِ بے خودی“ پر مختلف نقادوں اور دانشوروں نے تبصرے کیے۔ 1915ء میں شائع ہونے والا اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا فارسی مجموعہ ”اسرارِ خودی“ تھا جس کے ذریعے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ”فلسفہ خودی“ اُجاگر ہوا۔ اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پروفیسر نکلسن نے اس کا انگریزی ترجمہ کیا جس سے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام مشرق سے مغرب پہنچا۔ ”رموزِ بے خودی“ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری مثنوی 1918ء میں شائع ہوئی۔ اس کے ذریعے اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ”اجتماعیت“ کا نظریہ سامنے آیا۔ یہ دونوں مثنویاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی عظمتوں کی آئینہ دار ہیں۔ چنانچہ کانپور سے شائع ہونے والے رسالہ ”زمانہ“ میں بھی اس پر تبصرہ چھپا۔ اس رسالے میں ہندوستان کے سیاسی اور اقتصادی حالات کے متعلق مفکرین اور سیاسی رہنماؤں کی نگارشات چھپتی ہیں۔ چنانچہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویوں پر رائے بھی اسی رسالے میں چھپی۔ ”زمانہ“ کے اسی شمارے میں اکبر الہ آبادی کے اشعار بھی چھپے تھے جنہیں اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا اور تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابھی کئی مرتبہ پڑھوں گا۔ خراجِ تحسین پیش کرنے کا یہ بھی انداز ہے کہ ممدوح کے اشعار بار بار پڑھے جائیں۔

شکوہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور نظم ہے جس میں انھوں نے مسلمانوں کی طرف سے اللہ سے یہ شکوہ کیا ہے کہ اے خدا! تیرے نام لیوا تو ہم ہیں لیکن تیری رحمتیں اور مہربانیاں غیروں پر ہیں۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ نظم لکھی تو ان پر کفر و شرک کے فتوے بھی لگے لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جوابِ شکوہ کے ذریعے اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو یہ جواب دیا کہ اُن کے زوال کا سبب دین اور اسلاف کی خوبیوں سے دوری ہے۔ ”شکوہ“ اور ”جوابِ شکوہ“ کی مکرر اشاعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہاں لاہور میں ایک نوجوان میاں ریاض اس کو چھاپنا چاہتے ہیں، میاں ریاض الدین، میاں سراج الدین کے فرزند تھے جو کشمیری بازار میں کتابوں کے تاجر تھے اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مداح تھے۔ لہذا وہ ان نظموں کو از سر نو شائع کرنا چاہتے تھے مگر ان کی خواہش تھی کہ دیباچہ مولانا اکبر الہ آبادی لکھیں۔ کسی کتاب کی قدر و قیمت اور اہمیت دیباچہ لکھنے والی شخصیت کی بنا پر بھی ہوتی ہے لہذا میاں ریاض صاحب کی دلی تمنا تھی کہ دیباچہ مولانا ہی لکھیں۔ دراصل اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی خواہش بھی یہی تھی لیکن مولانا اکبر کے ضعف و ناتوانی کے باعث وہ براہِ راست انھیں فرمائش نہیں کر رہے تھے لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ”حُسنِ طلب“ ملاحظہ کیجیے کہ بڑے خوبصورت انداز میں اظہار کر رہے ہیں کہ کسی روز طبیعت شگفتہ ہو اور غم و آلام سے نجات ملے تو دس پندرہ سطر لکھ دیں، یہ لڑکا یعنی میاں ریاض الدین آپ کا غائبانہ مرید ہے۔ اگرچہ بالمشافہ آپ سے نہیں ملا لیکن آپ کی فہم و فراست اور مقام و مرتبہ کا قائل ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

س۔ درست جواب کے گردہ دائرہ لگائیں۔

1۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے:

(A) 1876ء (B) 1877ء (C) 1887ء (D) 1888ء

2۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عرب نے کس شہر سے خط لکھا تھا:

(A) بمبئی (B) دلی (C) کلکتہ (D) لاہور

- 3- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی سے دوا بھیجی تھی:
- (A) حکیم اجمل خان نے (B) حکیم تحسین نے (C) حکیم سلیمان نے (D) حکیم سیف اللہ نے
- 4- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کس شہر سے حکیم صاحب تشریف لائے تھے:
- (A) گورداس پور (B) دلی (C) کلکتہ (D) بنارس
- 5- گورداس پور سے آنے والے حکیم صاحب کی دوا میں شامل تھا:
- (A) اخلاص (B) اخلاق (C) ایثار (D) اعتماد
- 6- مولانا گرامی کو لاہور میں دعوت پر بلایا تھا:
- (A) انجمن حمایت اسلام نے (B) میان ریاض الدین نے (C) علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے (D) انجمن حمایت اسلام اور میان ریاض الدین نے
- 7- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا گرامی کو دعوتوں کے بارے میں کہا:
- (A) قبول فرمائیے (B) انکار فرمائیے (C) سوچیے (D) ملتوی کر دیجیے
- 8- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے درد تھا:
- (A) سر میں (B) پاؤں میں (C) بازو میں (D) کندھے میں
- 9- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پاؤں کے درد کی وجہ سے اپنے آپ کو سمجھتے تھے:
- (A) آمدنی (B) رفتی (C) علیل (D) اُداس
- 10- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر الہ آبادی کو دعویٰ:
- (A) لمبی عمر کی (B) دولت کی (C) عزت کی (D) شہرت کی
- 11- اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے دانت میں درد کیوں تھا:
- (A) ٹرشی کے زیادہ استعمال سے (B) میٹھے کے زیادہ استعمال سے (C) دودھ کے زیادہ استعمال سے (D) چائے کے زیادہ استعمال سے
- 12- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر الہ آبادی سے کون سی نظموں کا دیباچہ لکھنے کی درخواست کی تھی:
- (A) شکوہ، جواب شکوہ (B) مسجد قرطبہ، ساقی نامہ (C) طلوع اسلام، صدیق (D) پہاڑ اور گلہری، روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے
- 13- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویوں پر کس رسالے میں رائے چھپی ہے:
- (A) ایسٹ اینڈ ویسٹ (B) داستان (C) نئی دنیا (D) اُردو ڈائجسٹ
- 14- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر الہ آبادی کے اشعار کون سے رسالے میں پڑھے:
- (A) زمانہ (B) داستان (C) ایسٹ اینڈ ویسٹ (D) اُردو ڈائجسٹ
- 15- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جلسے میں شرکت کے لیے کس شہر جانا چاہتے تھے:
- (A) بنارس (B) کلکتہ (C) دلی (D) لاہور

- 16- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا مکتوب کس کے نام ہے:
 (A) اکبر الہ آبادی (B) داغ
 (C) حالی رحمۃ اللہ علیہ (D) قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ
- 17- سبق ”مکتوبات اقبال“ کا ماخذ ہے:
 (A) مکاتیب اقبال رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ مظفر حسین برنی
 (B) اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط
 (C) خطوط اقبال رحمۃ اللہ علیہ
 (D) بیگمات کے آنسو
- 18- ایک عرب اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کو کس زبان میں ترجمہ کرانا چاہتا تھا:
 (A) عربی (B) ہندی
 (C) انگریزی (D) اردو
- 19- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مثنویوں پر ریویو کس نے لکھا تھا:
 (A) ڈاکٹر عبدالرحمن (B) ڈاکٹر سعید
 (C) ڈاکٹر وزیر آغا (D) ڈاکٹر فرمان
- 20- رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ کے کس ماہ کے نمبر میں ریویو لکھا گیا:
 (A) اپریل (B) مئی
 (C) جون (D) اگست
- 21- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر الہ آبادی کے اشعار کو پڑھا:
 (A) دو مرتبہ (B) دس مرتبہ
 (C) تین مرتبہ (D) کئی مرتبہ
- 22- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم شکوہ اور جواب شکوہ کو دوبارہ شائع کرنے والے نو جوان کا تعلق تھا:
 (A) لاہور سے (B) پشاور سے
 (C) دلی سے (D) بنارس سے
- 23- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو کلکتہ جانے سے روکا تھا:
 (A) بھائی نے (B) والد نے
 (C) چچا نے (D) ماموں نے
- 24- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تازہ کلام سننے کی فرمائش کی:
 (A) داغ سے (B) مولانا گرامی سے
 (C) ذوق سے (D) مومن سے
- 25- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا گرامی کو مکتوب لکھا:
 (A) 2 اپریل 1922ء (B) 12 اپریل 1923ء
 (C) 12 اپریل 1930ء (D) 12 اپریل 1916ء
- 26- اکبر الہ آبادی کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب لکھا:
 (A) 14 ستمبر 1918ء کو (B) 14 ستمبر 1920ء کو
 (C) 14 ستمبر 1922ء کو (D) 14 ستمبر 1930ء کو
- 27- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خط میں کس شہر میں فسادات ہونے کا ذکر کیا ہے:
 (A) دلی (B) لکھنؤ
 (C) کلکتہ (D) میرٹھ
- 28- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے خط میں مولانا گرامی کے لیے کیا القاب استعمال کیے:
 (A) جناب مولانا گرامی (B) حضرت مولانا گرامی
 (C) ڈیر مولانا گرامی (D) حضور مولانا گرامی
- 29- علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مکتوب کس کے نام ہے:
 (A) ذوق (B) اکبر
 (C) غالب (D) مولانا گرامی

30۔ علامہ اقبال رضوانہ فوت ہوئے:

(A) 1930ء (B) 1937ء (C) 1938ء (D) 1948ء

جوابات

A	-5	A	-4	A	-3	A	-2	B	-1
A	-10	B	-9	B	-8	A	-7	D	-6
B	-15	A	-14	A	-13	A	-12	A	-11
D	-20	A	-19	A	-18	A	-17	A	-16
A	-25	B	-24	B	-23	A	-22	D	-21
C	-30	D	-29	A	-28	C	-27	A	-26



free ilm.